اولیا کے الہامات کی پابندی غیر پر واجب نہین - الہامات انبیا اصل ہین - یہہ الہامات انکی ظل -

اسی مناسبت کی نظر سے ہم نے اِس جواب کو مؤلف کی طرف سے پیش کیا ہے - اسپر جو چاہو فتوے لگاؤ - یہان بھی قلم دوات حاضر ہے کما تدین تدان ہمارے اِس بیان کی تائید رسالہ نمبر ۷ جلد ۷ مین بصفحہ ۲۱۵ وغیرہ بھی ہو چکی ہے - اور پوری تائید اِسکی جواب اعتراض سوم مین آتی ہے - انشاء اللہ تعالی -

دوسرا فائدہ دسّر الہام انگریزی زبان کا یہہ ہے کہ اسوقت مؤلف کے مخاطب اور اسلام کے منکر و مخالف (عیسائی آریہ برہمو وغیرہ) اکثر انگریزی خوان ہین - انکا افہام یا افحام (ساکت کرنا) جیسا کہ الہامات انگریزی سے ممکن ہے عربی یا فارسی وغیرہ الہامات سے ممکن نہین - عربی وغیرہ مشرقی زبانون کی الہامات کو (وہ انکے مضامین سے آنکھ بند کر کر) یقیناً مؤلف کا ایجاد طبع سمجھتے - اب (جبکہ وہ انگریزی الہامات پڑہتے اور مؤلف کا انگریزی زبان سے محض اُمّی و اجنبی ہونا سنتے ہین) وہ ان الہامات مولف کو تعجب کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور بے اختیار ان کو خرق عادت و برخلاف عام قانون قدرت (جن کو وہ غلطی سے قدرت خداوندی کا پیمانہ سمجھ رہے تھے) ماننے لگے ہین -

ماہ صیام مین جبکہ مین سملہ پر تھا ایک بابو صاحب برہم سماج کے لکچرار و پریسٹ (جو میرے ہمسایہ تھے) مجھہ سے قانون قدرت (جس کو لوگون نے قانون سمجھہ رکھا ہے اور درحقیقت وہ خدا کی قدرت کا قانون نہین ہے (دیکھو اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۴ مین مضمون "النیچر") کے تغیر و تبدل مین ہم کلام ہوئے - جب مین نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

یہہ ثابت کر دیا اور اُن سے تسلیم کرالیا کہ خدا کی قدرت انہی حالات و واقعات
مین (جو ہم دیکھ رہے ہین) محصور و محدود نہین ہے بلکہ وہ اِس سے فوق الفوق
اور ورا ء الورا وسعت رکھتی ہے اور ممکن ہے کہ خدائے تعالے ان اسباب موجودات
سے وہ کام لے جو اسوقت تک ان سے نہین لئے گئے یا ہمنے نہین دیکھے - تو وہ
صاحب بولے کہ یہہ امر ممکن تو ہے اور بنظر قدرت وسیع و غیر محدود خداوندی
ہم اِس امکان کو مانتے ہین پر ہم اِسکی فعلیت (وقوع) کو کیونکر مان لین جب تک اسکا
مشاہدہ نہ کرلین - اسپر مین نے مولف براہین احمدیہ کے الہامات انگریزی زبان کو
پیش کیا اور یہہ کہا کہ ایک شخص کا انگریزی زبان سے امی و اجنبی محض ہوکر (جسکو ہم
روزمرہ کے مشاہدے و تجربے سے بخوبی جانتے ہین اور دوسرے کو ثابت و معلوم
کرا سکتے ہین) بلا تعلیم و تعلم اِس زبان مین ایسی باتین بیان کرنا (جن کا بیان
انسانی طاقت سے خارج ہو) تمہاری تجویزی قانون قدرت کے مخالف نہین تو
کیا ہے ؟ یہہ سُنکر بابو صاحب موصوف نے سکوت کیا اور یہہ فرمایا کہ ایسے شخص کو
مین بھی دیکھنا چاہتا ہون - پھر مین نے یہہ بھی سنا کہ انہون نے ایک خط بھی متضمن
اظہار اشتیاق ملاقات مولف براہین احمدیہ کے نام لکھا اور مجھی یہہ بھی امید ہے کہ
اگر وہ اپنے ارادے و وعدے کو پورا کرین گے اور مولف کے زاوبوم کے
ساکنین ہندو مسلمانون کی متواتر شہادت سے انکا انگریزی زبان سے محض واقف
ہونا ثابت کر لینگے تو وہ اِس امر کا خرق عادت اور کرامت ہونا مان لین گے -
اور وہ جب الہامات یا مولف کی کسی اور پیشین گوئی کا خود تجربہ و
مشاہدہ کرلین گے تو قبول و اظہار اسلام سے بھی دریغ نکرینگے -

ایسا ہی مجھے اور انگریزی خوانان اہل انصاف سے توقع ہے کہ اگر
وہ بچشم انصاف انگریزی الہامات مولف کو پڑہین یا بگوش انصاف سُنین اور

ساتھ ہی اسکے انکو یہ بھی تصدیق ہو کہ مولف انگریزی کا ایک حرف نہین جانتا تو وہ اس امر کا کرامت ہونا مان لین - یہہ لوگ جو اپنے تجویزی قانون کو قانون قدرت خداوندی سمجھتے ہین اور اسکے خلاف کو محال جانتے ہین تو اس کی وجہ یہی ہے کہ آج کل ان کو اس قانون کے مخالف کچھہ دکہانے والا کوئی نظر نہین آیا - اور پچھلے خوارق انبیا و اولیا پر (جو بواسطہ نقل انکو پہنچے) انکو راستی کا گمان نہین ہے اور جو ان مین سے (جیسے حضرات نیچریہ جو مسلمان برہمو یا فلسفی مسلمان کہلانے کے مستحق ہین) اس نقل کو راست جانتے ہین وہ اس مین تاویل و تصرف کر کے ان خوارق کو امور عادیہ بنا لیتے ہین - ان لوگون کو بھی کوئی ظاہر کرامات دکھانے والا نظر آوے تو امید ہے کہ انکا انکار بھی مبدل باقبال ہو جاے - اسی امید پر ہم مولف براہین احمدیہ کو یہہ صلاح دیتے ہین کہ جیسے آپنے پادریون اور برہم سماج و آریہ سماج کے سرگروہ و اعیان کے نام خطوط متضمن وعدہ مشاہدہ خوارق تحریر کئے ہین ویسے ہی سرگروہ فرقہ نیچریہ کے نام بھی ایک خط تحریر فرمائین - اسکے جواب مین اگر وہ یہ کہین کہ ہم تو اسلام کو قران کو مانتے ہین خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانتے ہین ہمکو خوارق و کرامات کی (جن کے مشاہدے سے صرف تصدیق نبوت مقصود ہوتی ہے) کیا ضرورت ہے - تو اسکا جواب ان کو یہہ دین کہ آپ لوگ گو ذات یا لفظ خدا کو مانتے ہین مگر اسکے صفات پر پورا ایمان نہین رکھتے - اسکا قادر مطلق ہونا تسلیم نہین کرتے - اسکو اس بات پر کہ وہ آگ سے پانی کا اور پانی سے آگ کا کام لے قادر نہین سمجھتے بلکہ اس امر کو اسکی قدرت مین بٹہ لگانے والا خیال کرتے ہین (دیکھو تہذیب اخلاق رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری) اور خدا کو ایسا ماننا نہ ماننے کے برابر ہے - اسلئے آپ لوگون کو بھی اس امر کی سخت حاجت ہے کہ کرامات و خوارق کا بچشم خود ملاحظہ کرین اور اپنے اس ایمان کو صحیح یا کامل بناوین -

تفسیر اسرد فامدع الہامات انگریزی زبان کا یہہ ہے کہ جو لوگ انگریزی زبان سے پڑہنے بولنے کو کفر سمجھتے ہین انکا یہ خیالی کفر ٹوٹے اور انکو (جب وہ انصاف سے کام لین) اس مسئلہ شرعیہ کا کہ "زبانین بھی خدا کی تعلیم و الہام سے ہین اور کسی زبان کا بولنا پڑہنا منع نہین ہے اور کسی زبان کو (عربی ہو خواہ فارسی ہندی ہو خواہ انگریزی) اسکے مضامین سے نظر اٹھاکر اچہا یا برا نہین کہا جاتا سکتا (جسکا مفصل بیان و ثبوت شرعی اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۵ مین گزرا) باشاہدہ الہام سے ثبوت ملے۔

ہر چند قبل تسلیم الہام مولف یہ الہامات انگریزی زبان ان لوگون پر حجت نہین ہو سکتے۔ مگر جب وہ انصاف سے کام لینگے اور اس بات کو کہ مولف براہین احمدیہ انگریزی کا ایک حرف نہین جانتا اے۔ بی۔ سی کی صورت تک نہین پہچانتا متواتر شہادت سے محقق کرلین گے اور ان الہامات کے مضامین مشتمل اخبار غیب کو (جن پر کوئی بشر بذات خود قادر نہین) انصاف کی نظر سے دیکہین گے تو انصاف انکو ان الہامات کی تسلیم پر مجبور کردیگا۔ اسوقت انکو اس مسئلہ قدیمہ شریعت محمدیہ کا باشاہدہ الہام سے ثبوت ملیگا۔

انکو انصاف نصیب نہوگا تو یہہ فائدہ انہی لوگون کو ہوگا جو مولف کو سچا جانتے ہین اور انکے الہامات کو مانتے ہین اور اس سے پہلے وہ انگریزی زبان کو برا سمجہتے تھے اور انگریزی پڑہنے والون کو سخت حقارت سے دیکہتے تھے اب ان سے امید ہے کہ وہ اس متعصبانہ جاہلانہ خیال کو دماغ سے نکال دینگے اور دنیاوی اغراض کے لئے جیسے اپنے بچون کو فارسی ہندی سکہاتے ہین انگریزی بہی سکہائینگے اور اسباب ترقی حسن معاشرت سے جسمین اور لوگ بڑہے جاتے ہین اور یہہ باوجود طلب محض جہالت و تعصب سے پس مانڈے ہین حصہ پائینگے۔

بعض خوش فہم ان فوائد ظاہرہ کو سنکر غور و انصاف سے یکسو ہوکر یہ اعتراض کرتے ہین

۴۴

کہ انگریزی زبان کے الہامون مین یہہ فوائد تھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انگریزی زبان مین الہام کیون نہ ہوا۔

اِس کا جواب ان فوائد کی تقریر کے ضمن مین ادا ہو چکا ہے مگر توفیق رفیق نہ ہو تو سمجھہ مین کیونکر آوے اِن حضرات کے فہم پر ترس کہا کر ما علم ضمنا (یعنی جو ضمنا معلوم ہوا) کی تصریح اور اِس جواب کی بالاختصار تقریر کیجاتی ہے۔

(۱) آنحضرت کے مخاطب وقت انگریزی خوان نہ تہے اسلئے آپ کو انگریزی زبان مین الہام نہوا وہ لوگ عربی زبان تھے لہذا انکو عربی زبان ہی مین قرآن نے اعجاز دکہایا۔ اس اعجاز کے علاوہ صدہا معجزات اور بھی اُنکو دکہائے گئے جو اُسوقت* اُن لوگون کے مناسب حال تہے۔

* خدای تعالی کی قدیم عادت ہے کہ ہر زمانے مین اِس قسم کے معجزات و خوارق منکرین کو دکہاتا ہے جو اُس کے زمانے کے لئے مناسب ہون۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت مین سحر کا بڑا زور تہا۔ اسلئے انکو ایسا معجزہ (لاٹھی کا سانپ بن جانا وغیرہ) دیا جو سحر کا ہم جنس یا ہم صورت تہا اور پہر وہ سحر پر غالب آیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے مین طب کا بڑا چرچا تھا اِسلئے انکو ایسا معجزہ (اندہے مادرزاد اور کوڑہی کو اچہا کرنا اور مردے کو زندہ کرنا) دیا گیا جسنے طبیبون کو مغلوب کیا۔ آنحضرت صلعم کے مخاطبین وقت کو فصاحت کا ایسا دعوے تہا کہ وہ اپنے سوا کسی کو اہل سخن نہ جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بلاد غیر کے لوگون کا عجم (یعنے گونگے) نام رکہتے تھے۔ اِسلئے خدائے تعالے نے انگریزی خوانون پر (جو عربی سے محض نا آشنا ہین اور سماعی باتون پر وہ ایمان نہین لاتے) دین محمدی اور قرآن کا صدق ظاہر کرنا چاہا تو آنحضرت کے امتیون اور خادمون مین سے ایک شخص کو انگریزی الہامات سے (جو انگریزی خوانون کے افحام یا افہام کا باعث ہون) ممتاز فرمایا۔

(۲) اور آنحضرت کے زمانے مین اقوام غیر کی زبان سیکھنے کو بُرا نہ سمجھتا تھا بلکہ آن حضرت نے زید بن ثابت کو عبرانی سیکھنے کا حکم دیا ہے چنانچہ بخاری مین بصفحہ ۱۰۶۸ منقول ہے اور اس روایت کی تخریج اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۵ مین ہوچکی ہے آنحضرت کے زمانے مین ایسے متعصب (جو ہمارے زمانے مین موجود ہین) ہوتے تو ضرور آنحضرت بھی اقوام غیر کی زبانون مین ملہم و مخاطب ہوتے اور ابطال خیال متعصبین زمانہ حال کے لئے وہی حکم جو زید بن ثابت کو ارشاد ہوچکا ہے کافی ہے اور آیات قرآن وعلم آدم الاسماء اور ومن آیاتہ اختلاف السنتکم وغیرہ مین بھی اس خیال کا ابطال پایا جاتا ہے - چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۵ مین اسکی تفصیل گذر چکی ہے -

بعض انگریزی خوان ان الہامات انگریزی پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ ان کی انگریزی اعلےٰ درجہ کی فصیح نہین -

اسکا جواب یہہ ہے کہ اعلی درجہ کی فصاحت تو قرآن ہی کا معجزہ ہے جو بجز قرآن کسی مسلم الثبوت کتاب آسمانی مین بھی نہین پایا جاتا پھر ان الہامات مین اعلے درجے کی فصاحت نہ پائی گئی تو کونسا محل اعتراض ہے - یہان صرف غیر زبان مین الہام ہونا ہی (معمولی طور پر کیون نہو) خرق عادت اور کرامت ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا (جن کی امت مین یہ الہام ہوا) معجزہ

بعض یہہ بھی اعتراض کرتے ہین کہ ان الہامات کی انگریزی مین غلطیان بھی ہین جیسے اس فقرہ ملہمہ مین (جو بصفحہ ۸۰ کتاب موجود ہے) "آئی کین ویٹ آئی ول ڈو" لفظ ویٹ غلط ہے صحیح اس مقام مین لفظ وہٹ چاہیے -

اسکا جواب یہہ ہے کہ اس غلطی کا الہام سے ہونا متعین و متیقن نہین

۱۱۵

جائز و ممکن ہے کہ الہام مین لفظ وہٹ ہو مولف نے اس وجہ سے کہ وہ اس زبان اور حروف سے محض اجنبی و امی ہے دیٹ پڑھ لیا ہو جو لفظ وہٹ کا ہم شکل و مشابہ ہے جیسے لفظ دیٹ جو کتاب مین مکتوب ہے اسی تشابہ کے سبب وہٹ پڑھا جا سکتا ہے چنانچہ ایک لائق انگریزی خوان (سٹیشن ماسٹر بٹالہ) سے اس غلطی کا ذکر آیا تو انہون نے فرمایا کہ مین نے اس لفظ کو وہٹ ہی پڑھا تھا۔

بعد تحریر اس جواب کے اُسیدن (جسدن یہہ جواب لکھا جا چکا تھا) جناب **مولف** اس شہر بٹالہ مین جہان اب ہون تشریف لائے اور آپ کی **ملاقات** کا اتفاق ہوا تو مین نے آپ سے پوچھا کہ انگریزی الہامات آپ کو کس طور پر ہوتے ہین انگریزی حروف دکھائے جاتے ہین یا فارسی حروف مین انگریزی فقرات لکھے ہوئے دکھائے جاتے ہین انہون نے جواب مین فرمایا کہ فارسی حروف مین انگریزی فقرات مکتوب دکھائے جاتے ہین جس سے مجھے اپنی تجویز کا یقین ہوا اور معلوم ہوا کہ یہہ غلطی ہے تو مولف کے فہم کی غلطی ہے جنہون نے وہٹ کو ویٹ پڑھا اصل الہام کی غلطی نہین اور ایسی غلطی فہم یا تعبیر (جس سے کوئی گمراہی پیدا نہ ہو اور نہ اس سے صدق ملہم یا الہام مین فرق آوے) ایسے الہام شبہ یا مہم مین کوئی نئی بات نہین اور نہ محل تعجب و انکار ہے۔ اس قسم کی غلطیان پہلے ملہمین مسلم الالہام سے بھی ہو چکی ہین اور یہہ ان کے الہام مین خلل انداز نہین سمجھی گئین۔

عصمت انبیا کا مسئلہ نہایت **صحیح و درست** اور تسلیم و صحت نبوت کا مناط و مدار ہے مگر وہ انہی امور سے متعلق ہے جو تکلیفی و

تکلیفی امور سے وہ احکام شرعیہ مراد ہین جنکے کرنے یا نہ کرنے پر لوگ مکلف و مامور ہین تبلیغی امور مین احکام شرعیہ کے علاوہ انبیا علیہم السلام کے

تبلیغی ہین اور ان سے عامہ مکلفین کی ہدایت یا نفع (اگر وہ ٹھیک طور پر ادا ہون) یا ضلالت و نقصان (اگر انکے ادا و تبلیغ مین غلطی ہو) متصور ہے زائد امور مین جو ہدایت اور ضلالت کا مدار نہ ہون اور نہ ان کے وقوع یا عدم وقوع سے صدق یا کذب ملہم ثابت ہوتا ہو۔ غلطی فہم یا تعبیر یا اشتباہ مراد اس عصمت مین خلل انداز نہین ہے۔

اسکی تفصیل اور اسپر دلیل پیش کرنے کا یہہ موقع نہین اس تفصیل و دلیل کا محل ہمارا مضمون اثبات نبوت ہے جسکا وقت اتمام پھر قریب آنیوالا ہے۔ اس مقام مین ایسی دو تمثیلون کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے جن مین

ذاتی افعال (جسکی تبلیغ وہ اپنے فعل سے کرتے ہین اور اُمت پر ان افعال کا اقتدا واجب ہی) بھی داخل ہین اور امور تبلیغی مین وہ اخبار گذشتہ یا آئندہ داخل ہین جنکے صدق سے صدق انبیا متصور ہے اور کذب سے کذب۔

جو شاید یقین ہمارے مضمون اثبات نبوت کا انتظار نہ کرسکین وہ اس تفصیل و دلیل کو کتب تفاسیر (تفسیر کبیر وغیرہ) و کتب عقائد (شرح عقائد شرح فقہ اکبر تحفہ ثنا عشریہ شرح مواقف وغیرہ) مین ملاحظہ کرین

ہم اس مقام مین صرف مذاہب اسلامیہ کی تفصیل کرتے ہین۔ جس سے ناظرین کو معلوم ہو کہ سبھی مذاہب مین محل عصمت وہی امور ہین جو مدار صدق اور متعلق تبلیغ و شریعت ہین۔ زائد امور کو جن کو شریعت و تبلیغ سے تعلق نہین اور نہ وہ گناہ یا طاعت سے تعلق رکھتے ہین عصمت کا محل کوئی نہین سمجھتا

فقہ اکبر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور اسکی شرح منح الازہر (تالیف ملا علی قاری) مین ہے۔ کہ انبیا علیہم السلام گناہون سے صغیرہ ہون خواہ کبیرہ

سید الملہمین خاتم المرسلین کا بعض الہامات (غیر متعلق بہ تکلیف وتبلیغ) کے

والانبیاء علیہم السلام
کلہم منزہون عن الصغائر
والکبائر والکفر والقبائح
وقد کانت منہم زلات
وخطیات ای عثرات بالنسبۃ
الی ما لہم من علی المقامات
وسنی الحالات ذکر القاضی
ابو زید فی اصول الفقہ ان
افعال النبی صلے اللہ علیہ
وسلم عن قصد علی اربعۃ
اقسام واجب ومستحب مباح
وزلۃ فاما کان یقع غیر قصد
کما یکون من النائم والمخطی
ونحوہما فلا عبرۃ بہا لانہا
غیر داخلۃ تحت الخطاب
ثم الزلۃ لا تخلو عن القران
ببیان انہا زلۃ اما من
الفاعل نفسہ کقول موسی
حین قتل القبطی بوکزتہ
ہذا من عمل الشیطان

بقیہ حاشیہ نمبر ۲۹۲

خصوصاً کفر اور بے حیائی کے
کامون سے معصوم ہوتے ہین۔
ہان بعض انبیا سے لغزش اور بہول
چوک ہو جاتی ہے جو ان کے
عالی مقامات اور روشن حالات کی
طرف نظر کرنے سے خطا معلوم ہوتے
ہین قاضی ابو زید نے اصول فقہ
مین فرمایا ہے کہ نبی صلعم کے
افعال جو قصداً ان سے سرزد
ہوئے چار قسم ہین واجب۔
مستحب۔ مباح اور لغزش اور جو
بلا قصد سرزد ہوئے جیسے سوتے
ہوئے یا بہولنے والے کا فعل
اسکا اعتبار نہین کیونکہ وہ متعلق
حکم الٰہی نہین اور فعل لغزش کے
ساتھ اسکی لغزش ہونے کا بیان
ضروری ہے خواہ نبی سے ہو (جیسے
حضرت موسی کا اپنے فعل قتل
قبطی کی نسبت یہہ کہنا کہ یہہ
فعل شیطان ہے) خواہ

مراد سمجھتے ہین اشتباہ و شک پایا جاتا ہے -

واما من اللہ سبحانہ کما
قال تعالی فی حق آدم وعصی
آدم ربہ فغوی مع انہ قیل
زلتہ کانت قبل نبوتہ لقولہ
تعالی ثم اجتبہ ربہ فتاب
علیہ وھدی واذا لم یخلو
الزلۃ عن البیان لم یشکل
علی احد انھا غیر صالح
للاقتداء بھا فتبقی العبرۃ
للانواع الثلثہ وقد
ذکر شمس الائمۃ ایضا فی
وفی شرح العقائد ان الانبیاء
معصومون عن الکذب
خصوصا فی ما یتعلق بامر
الشرع وتبلیغ الاحکام و
ارشاد الامۃ اما عمدا
فبالاجماع واما سھوا فعند
الاکثرین وفی عصمتھم عن
سائر الذنوب تفصیل و
ھو انھم معصومون عن الکفر

خدا کی طرف سے جیسے خدا کا (حضرت
آدم کے ممنوع درخت کا پھل کھانے
پر) یہہ فرمانا کہ آدم نے اپنے اس
فعل مین اپنے رب کا کہا نہین مانا
اور چونکہ انبیا کی لغزش اس بیان
سے خالی نہین ہوتی لہذا یہ بات
کسی پر مشتبہ نہین کہ انبیا کا فعل
لغزش لائق اقتدا نہین پس لائق
اعتبار پہلے تین قسم ہوئے ایسا
ہی شمس الائمہ نے ذکر کیا ہے -
اور شرح عقائد مین ہے کہ انبیاء
جھوٹ سے خصوصاً اس امر مین جو
شرع و تبلیغ احکام اور ہدایت
امت کے متعلق ہو معصوم ہوتے
ہین عمداً گناہ کرنے سے تو سب
کے نزدیک معصوم ہین بھولے
سے گناہ کرنے سے اکثر کے خیال
مین جھوٹ کے سوا اور
گناہون سے معصوم ہونے مین
مذاہب کی یہ تفصیل ہے کہ کفر سے

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو الہام منامی (یعنی خواب مین)

قبل الوحی وبعدہ بالاجماع وکذا عن تعمد الکبائر عند الجمہور خلافا للحشویہ واما سہوا فجوزہ الاکثرون واما الصغائر فیجوز عمداً عند الجمہور خلافا للجبائی واتباعہ ویجوز سہوا بالاتفاق الا ما یدل علی الخسۃ کسرقۃ لقمۃ وتطفیف حبہ لکن المحققین اشترطوا ان ینبہوا علیہ فینتہوا عنہ ہذا کلہ بعد الوحی واما قبلہ فلا دلیل علی امتناع صدور الکبیرۃ خلافا للمعتزلۃ ومنع الشیعۃ صدور الصغیرۃ والکبیرۃ قبل الوحی وبعدہ

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۴۴ وغیرہ)

تو وہ نبوت سے پہلے اور پیچھے معصوم ہین ایسا ہی عمداً کبیرہ گناہ کرنے سے اسمین حشویہ کو (جو قران وحدیث کے ظاہری الفاظ بے سوچے سمجھے پکڑ لیتے ہین) خلاف ہے وہ عمداً گناہون کے سرزد ہونے کے بھی قائل ہین بہولے سے گناہ سرزد ہونے کو اکثر ممکن سمجھتے ہین چہوٹے گناہون کا عمداً سرزد ہونا جمہور کے نزدیک جائز ہے۔ اسمین جبائی معتزلی اور اسکے اتباع کو خلاف ہے۔ سہواً سرزد ہونا صغائر کا سب کے نزدیک درست ہے بجز ایسے صغیرہ کے جسمین خست پائی جاوے جیسے ایک لقمہ کا چرا لینا یا ایک دانہ وزن مین کم دینا لیکن محققین کہتے ہین کہ ایسے صغائر سے بہی انکا خدا کی طرف سے متنبہ ہوکر باز آجانا ضروری ہے

یہ نبوت سے پچہلے زمانے کا حکم ہے۔ اور نبوت سے پہلے کبیرہ گناہ کے

عن عائشہ ان النبی صلعم قال لها اریتك فی المنام مرتین انك فی سرقة من حریر ویقول هذا امرأتك فاكشف عنها فاذا هی انت فاقول ان یك هذا من عند الله یمضه (صحیح بخاری ص۷۵۱)

قال القسطلانی ناقلا عن شرح المشکوٰة وجه التردد هل هی رؤیا وحی علی ظاهرها او حقیقتها اورؤیا وحی لها تعبیر وکلا الامرین جائز فی حق الانبیاء قال فی الفتح هو المعتمد وبه جزم السهیلی عن ابن العربی۔

(شرح قسطلانی جلد ۶ ص۲۳۷)

حضرت عائشہ صدیقہ کی صورت قبل از نکاح مشاہدہ کرائی گئی اور کہا گیا کہ یہہ تیری زوجہ ہوگی۔ آنحضرت کو (باوجودیکہ آپ کو اصل الہام مین شک نہ تھا اور انبیا کا الہام منامی کیون نہو ہمیشہ یقینی ہوا کرتا ہے) اس الہام کی تعبیر و مراد سمجھنے مین اشتباہ واقع ہوگیا اور آپ نے یہہ فرمایا کہ اگر یہہ خدا کی طرف سے ہے (یعنی بظاہر معنی کہ اس صورت سے عائشہ صدیقہ ہی مراد ہو) تو خدا اسکو سچا کریگا۔

سرزد ہونے کے محال ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے۔ اسمین معتزلہ کو خلاف ہی شیعہ کا یہہ قول ہے کہ نبی نبوت سے پہلے اور پیچھے صغیرہ اور کبیرہ بہی گناہون سے معصوم ہوتا ہے"

اس تفصیل مذاہب سے ثابت ہوا کہ جو امر زائد و غیر متعلق بہ تکلیف ہو اور اسکو صغیرہ یا کبیرہ گناہ نہ کہا جاسکے اس مین کسی مذہب کے رو سے نبی کی خطا سے محافظت ضروری نہین۔ ان مذاہب کے دلائل دیکھنے ہون تو تفسیر کبیر جلد ۱۲ اول صفحہ (۵۴) اور شرح مواقف ص۶۸۸ ملاحظہ کرین۔

(۲) آنحضرت صلعم کو الہام سنامی مین آپ کی ہجرت کی ایسی جگہ دکھائی گئی جسمین درخت خرما تھے اس کی تعبیر آپ کے خیال مین یہہ آئی کہ وہ یمامہ ہے یا موضع ہجر۔ مگر یہہ خیال واقع کے مخالف نکلا وہ ہجرت کی جگہ مدینہ طیبہ تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اس امر کا اظہار فرمایا۔

عن ابی موسی عن النبی صلعم رایت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی ثاوب (صحیح بخاری ص ۵۵۱)

جب ان دونون الہامون کے (جو متعلق بہ تبلیغ و تکلیف نہین) معنے سمجھنے مین سید الملہمین و خاتم المرسلین کو شک و اشتباہ واقع ہوا اور الہام دوم کے معنی سمجھنے مین تو آپکا خیال واقع کے بھی مخالف نکلا تو پھر مولف براہین احمدیہ کا (جو نبی نہین ہے صرف نبی آخر الزمان کے خادمون اور امتیون سے ہے) ایک لفظ الہامی غیر زبان کے سمجھنے مین غلطی کرنا (جس سے نہ کوئی گمراہی مخلوق متصور ہے نہ اس سے الہام یا ملہم کی کسی خبر کی نسبت خلاف گوئی ثابت ہوتی ہے) کونسا محل تعجب و انکار ہے۔

یہہ جواب اور اسکی موید مثالین ان انگریزی خوان معترضین کے (جو اہل اسلام ہین اور وہ انبیا کے ان حالات کو مانتے ہین) خطاب مین پیش کی گئی ہین اور اگر معترضین اقوام غیر سے ہین (جو نبیون اور اُن کے حالات و مقالات مندرجہ کتب حدیث کو نہین مانتے) تو انکا جواب یہی بس ہے کہ ایسے امور زائد مین (جو صدق و ہدایت کا مدار نہون) ملہم کے خطا سے حفاظت کی ضروری ہونے پر کوئی دلیل نہین اور یہہ خطا ان کے فرض منصبی مین خلل انداز نہین کیونکہ ان امور زائد کو ان کے فرض منصبی سے

کچھہ تعلق نہین - ان امور مین انکا غلطی کرنا ایسا ہے جیسا کہ انکا راستے مین چلتے ہوئے پہسل جانا یا چھت پر سے گر پڑنا یا کسی کے ہاتھ سے مارے جانا یا جوٹ کہانا یا کپڑا سینے یا کہیتی کرنے مین کوئی غلطی کرنا جسکو کوئی بھی ان کے فرض منصبی کے مخالف نہین سمجھتا -

اعتراض سوم کا جواب

اس اعتراض کا ماحصل یہہ ہے کہ مولف براہین احمدیہ اپنے الہامات کو حجت قطعی جانتا ہے حالانکہ علماء اسلام نے الہام غیر نبی کو مطلق حجت نہین مانا اور اسکو دلیل شرعی قرار نہین دیا -

الجواب

علمائے اسلام نے جو قرار دیا ہے کہ الہام وکشف غیر نبی حجت نہین تو اس سے انکی مراد (جس کو وہ خود بتصریح بیان کر چکے ہین ہم اپنی طرف سے نہین کہتے) یہہ ہے کہ غیر نبی کا الہام یا کشف کسی دوسرے پر حجت نہین اور وہ ان دلائل شرعیہ مین سے نہین ہے جنکا اتباع عام اہل اسلام پر واجب ہے اور مولف براہین احمدیہ نے اس قرار داد علما کا خلاف ہرگز نہین کیا اور کہین نہین فرمایا کہ میرا الہام اور لوگون پر حجت ہے چہ جائیکہ اسکو قطعی حجت ٹھہرایا ہو جو لوگ یہہ دعوے کرتے ہین کہ مولف براہین اپنے الہامات کو اوروں پر حجت ٹھہراتے ہین اور دوسرے لوگون کو ان پر یقین کرنا واجب سمجھتے ہین - وہ ہمکو مولف براہین کا کوئی ایک ہی کلمہ اس کتاب مین سے یا اور کہین سے ایسا بتاوین جس مین انہون نے اپنے الہامات کو اوروں کے لئے حجت یا قطعی دلیل ٹھیرایا ہے - اور اگر وہ کوئی ایسا کلمہ انکی کلام مین نہ پائین تو یہہ اعتراض کرنے

ہوئے خدا سے شرمائیں اور اس اعتراض بیجا اور طعن نا روائے سے باز آئیں۔

کتاب براہین احمدیہ کی جلد ۳ صفحہ ۲۳۲ اور جلد ۴ صفحہ ۴۸۵ وغیرہ کے اُن فقرات سے (جن مین مولف نے الہام اولیاء اللہ کو قطعی کہا ہے) یا مولف کی کسی اور عبارت و کلام سے یہہ ہرگز مفہوم نہین ہوتا کہ وہ الہام غیر نبی کو ملہم کے سوا اورون کے حق مین بھی قطعی جانتے ہین۔ اور حجت واجب العمل خیال کرتے ہین بلکہ ان کے اِن فقرات سے جو جلد چہارم مین آپ نے فرمائے ہین۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس الہام کو ملہم ہی کے حق مین حجت و دلیل سمجھتے ہین غیرون پر اسکا عمل واجب نہین جانتے چنانچہ بصفحہ ۵۴۴ جلد چہارم خود فرماتے ہین خود ظاہر ہے کہ اگر خضر اور موسی کی والدہ کا الہام صرف شکوک اور شبہات کا ذخیرہ تھا اور قطعی اور یقینی نہ تھا تو ان کو کب جائز تھا کہ وہ کسی بیگناہ کی جان کو خطرہ مین ڈالتے یا ہلاکت تک پہنچاتے یا کوئی دوسرا ایسا کام کرتے جو شرعاً و عقلاً جائز نہین ہے آخر یقینی علم ہی تھا جس کی باعث سے وہ کام کرنا ان پر فرض ہو گیا تھا اور وہ امور ان کے لئے روا ہو گئے کہ جو دوسرون کے لئے ہرگز روا نہین"

ایکدفعہ مولف سے بالمشافہ انکے الہام کی نسبت کچھہ ذکر ہوا تو انہون نے صاف فرمایا کہ "ملہم پر تو اپنے الہام کے موافق عمل کرنا واجب ہی ہے اور لوگ اس کے موافق عمل نہ کرین تو ملہم کو رنج ضرور ہوتا ہے" جسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اورون کے حق مین اسکو واجب العمل نہین سمجھتے اور حجت خیال نہین کرتے۔

اس بیان سے جواب اعتراض سوم تو پورے طور پر ادا ہوا

مگر اس سے ایک یہہ سوال پیدا ہو گیا کہ ولی اپنے الہام کو اپنے حق مین کیون حجت و دلیل سمجھتا ہے اور اسکے منجانب اللہ ہونے کا یقین کر لینا اسکو کیونکر جائز ہے - جس حالت مین اسکے الہام مین وسوسہ شیطانی کا بھی احتمال ہے اور وہ خود تلبیس ابلیس سے معصوم نہین ہے - اسی نظر سے اور شرعیہ چار سے زیادہ شمار نہین ہوئین اور الہام و کشف غیر نبی اُن چار مین داخل نہین -

یہہ سوال مولف براہین احمدیہ پر وہ لوگ بھی کرتے ہین جو خود الہامی خاندان سے مشہور ہین اور مولف براہین سے پہلے وہ اپنے بزرگون کے الہام خود لوگون کو سناتے تھے اور انہی الہامات کے سبب وہ اپنے زمرہ اتباع مین آجتک ممتاز و مقتدا تصور کئے جاتے ہین - جب وہ مولف کے ان دعاوی کو جن مین وہ اپنے الہامات کا اپنے لئے مفید علم و یقین ہونا بیان کرتے ہین - سنتے ہین تو انکی طرف تعجب و حیرت کی نگاہون سے دیکھتے ہین - اور جب وہ آپ کے وہ دعاوی مبارزاز (جن مین وہ اپنے الہامات کے بھروسے مخالفین اسلام کو شرطین لگا کر خوارق مشاہدہ کرانے کا وعدہ دیتے ہین) سنتے ہین تو ان پر سخت معترض ہوتے ہین - اور بعید نہین کہ وہ لوگ یا آور معترض اشاعۃ السنۃ نمبرہ ۶ جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۴ کی مندرجہ عبارات احیاء العلوم و میزان کبرے شعرانی وغیرہ کو بھی اپنے تعجب و اعتراض کے موید سمجھین اور ان عبارات کی دستاویز سے ہمارے ہی رسالہ سے ہم کو الزام دینے پر بھی مستعد ہو جائین - لہذا اس سوال کے جواب دینے مین ہمکو خود بھی کسیقدر زیادہ غور کی ضرورت پیش آئی ہے اور ناظرین باانصاف کو بھی اسمین مزید توجہ کی ضرورت ہے - بلکہ سچ پوچھو تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اس کتاب یا اسکے مولف کی نسبت جسقدر اعتراضات منقول ہوئے ہین ان مین سے
صرف یہی ایک علمی یا مذہبی سوال ہے جسکے جواب مین کچھ ہم کو سوچنا پڑا اور اسکی
طرف ناظرین اہل علم کی بھی توجہ ضروری ہے اور اعتراضات تو محض حاسدون کے
افترارات یا وہمیون کے خیالات ہین جنکے جوابات سے صرف عوام یا اوساط
الناس کے دہوکا کہاکر گمراہی مین پڑجانے کے خوف سے قلم اٹھایا گیا ہے
ورنہ اہل علم کے نزدیک وہ سوالات لایق تعرض وجواب نہ تھے۔

جواب

یہ اصول تو مسلم ہین کہ ملہم (۱) (غیر نبی) اپنے سبھی الہامات مین
معصوم نہین ہوتا - اسکے بعض الہامات مین تلبیس ابلیس کا امکان واحتمال
ہے (۲) اور وہ خود بھی اپنے ہر ایک الہام پر (جب تک انکا مخالف شریعت
نہونا ثابت نہ کرے) یقین کرنے کا شرعاً مجاز نہین (۳) اور اسکا یقین (جو
اسکو اپنے الہام پر خود بخود حاصل ہوتا ہے) شرعی حکم نہین (۴) اور (بنا علیہ)
اسکا ہر ایک الہام خود اسکے حق مین بھی ایسی دلیل شرعی (جسپر اہل اسلام کا
اتفاق ہو) نہین ہے چہ جائیکہ وہ اورون کے حق مین دلیل شرعی قطعی
واجب العمل ہو اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ و ۶ جلد ۲ کے صفحہ ۱۵۳ وغیرہ مین
انہی اصول کی تائید وتسلیم کے متضمن عبارات احیاء العلوم میزان کبریٰ و
فرقان وغیرہ منقول ہوئے ہین جن کی تسلیم سے ہم کو اب بھی
انکار نہین ہے۔

ولیکن یہہ مسلم (۱) نہین کہ ولی اپنے کسی الہام مین بھی معصوم
(بمعنے محفوظ) نہین ہوتا - اسکا ہر ایک الہام حتمل تلبیس ابلیس (یا وسوسہ
شیطانی ہوتا ہے) (۲) اور نہ یہہ مسلم ہے کہ ولی کو اپنے کسی الہام پر

جب تک کہ کتاب آسمانی مین اسکی شہادت و تائید نہ پائی یقین کرنا جائز نہین ہے (۳) اور نہ یہہ مسلم ہے کہ یہہ یقین اسکو اپنے کسی الہام مین حاصل نہین ہوتا جب تک کہ وہ اپنے الہام کی شہادت کسی کتاب آسمانی مین نہین پاتا (۴) اور (یہہ مسلم ہے کہ اُسکو اپنے الہام پر (گو وہ مخالف شرع نہو) عمل کرنا شرعاً ممنوع ہے جب تک کہ کسی کتاب آسمانی مین اس پر عمل کرنے کی صریح اجازت نہ پائے (۵) اور نہ یہہ مسلم ہے کہ اسکا کوئی الہام بدون شہادت آسمانی اسکے حق مین (اتفاقی نہ سہی) اختلافی دلیل بھی نہین ہے جسپر عمل کرنے کے لئے وہ کسی وجہ سے اور کسی کے نزدیک مامور و مجاز نہ ہو۔

ان اصول کو جنکی تسلیم سے ہم کو انکار ہے ہمنے اشاعۃ السنۃ نمبرہ ۶ جلد ۲ مین تسلیم نہین کیا اور نہ کسی اور محقق عالم اسلام کو ان اصول کا قائل و مسلم پایا اور نہ ان کی تسلیم و صحت پر کتاب اللہ و سنت یا تصانیف علماء امت و فقہاء ملت مین کسی دلیل کا مشاہدہ کیا۔

لہذا باوجود تسلیم ان اصول کے جو اشاعۃ السنۃ نمبرہ ۶ جلد ۲ مین تسلیم کر چکے ہین یہہ چار دعوے کر سکتے ہین (۱) ملہم غیر نبی جو نیکوکار و پرہیزگار ہو نہ فاسق و بدکار اپنے الہامات مین (جو کتاب اللہ کے مخالف نہون بلکہ

بہ یہہ قید محض اولاً و قطعاً للشریعۃ لگائی گئی ہے۔ ورنہ قید دوام و ثبات الہام اس قید (عدم مخالفت کتاب اللہ) سے مغنی ہے۔ اور کوئی الہام اولیاء اللہ جسپر وہ منجانب اللہ قائم و ثابت رہے جاوین خلاف شریعت نہین ہوتا۔ اسی نظر سے مولف براہین احمدیہ نے الہام اولیا کے مخالف کتاب اللہ کے ہونے سے انکار کیا۔ اور بصفحہ ۲۳۵ کتاب بضمن حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱ کہا ہے "اور یہہ وہم کہ اگر الہام اولیا

51

موید و موافق ہون اور ان مین کذب و گمراہی کا دخل نہو اور ان پر ملہم کو بہ تکرار و تاکید قائم رکہا گیا ہو۔ تلبیس ابلیس (یا وسوسہ شیطانی) سے محفوظ ہوتا ہے (۲) اور ان الہامات کے منجانب اللہ ہونے کا اسکو یقین کر لینا اس الہام کا لازمہ ہے اور شرعاً منع نہین گو اس یقین کی وجہ و دلیل بجز اس الہام کے اور کوئی اسکے پاس نہو۔ (۳) اور اس یقین کے موافق اسکو کوئی عمل یا دعوی (جسکو شریعت منع نہ کرے) کر لینا بھی اس الہام کے لوازم سے ہے اور شرعاً منع نہین گو اس عمل یا دعوے کے لئے کوئی اور دلیل شرعی اسکے ہاتھ مین نہو (۴) یہی الہام اور جو اس سے یقین حاصل ہوا ہے اس ملہم کے حق مین خدا کی طرف سے **دلیل** ہے گو یہہ دلیل ایسی **شرعی دلیل نہین** ہے جسپر اور لوگون کو عمل کرنا واجب یا جائز ہوتا ہے اور نہ ایسی دلیل ہے جسکو عام **اہل اسلام** دلیل سمجہتے ہین صرف **بعض علما** جو کشف و الہام کا مذاق رکہتے ہین۔ اسکو ملہم کے حق مین دلیل سمجہتے ہین اور **ان دعاوی اربعہ پر دلائل ذیل سے استدلال** کر سکتے ہین۔

دلائل دعوے اوّل

اس دعوی کی موید **دو دلیلین پہلی** بہی بضمن جواب اعتراض دوم گذر چکی ہین جو آیت ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین سے ماخوذ ہین اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۲ شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف ہو تو پہر کیا کرین یہ ایسا ہی قول ہے جیسا کوئی کہے کہ اگر ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام سے مخالف ہو تو پہر کیا کرین پس وساوس کا یہ جواب ہے کہ ایسا کامل النور الہام جسکی ہمنے اوپر تعریف لکہی ہے ممکن نہین کہ شریعت حقہ محمدیہ سے مخالف ہو اور اگر کوئی کم فہم کچہ مخالفت سمجہے تو وہ اسکو سمجہنے کا قصور ہے"

ان سے خاص کر الہامات براہین احمدیہ کا منجانب شیطان ہونا ثابت کیا گیا ہے
اس مقام مین دو دلیلین اور پیش کیجاتی ہین -

دلیل اوّل (جو دلیل دوم سابق الذکر کے قریب قریب ہے) یہ ہے کہ شیطان بجز برائی و گمراہی کے اور کچھ القا نہین کرتا اور ان الہامات مین سراسر ہدایت تسلیم کی گئی ہے گمراہی کی کوئی بات ان مین مانی نہین گئی پھر یہ الہام شیطانی کیونکر ہو سکتے ہین -

اس دلیل کا دوسرا مقدمہ ظاہر الثبوت ہے پہلے مقدمے کے شواہد قران مین کثرت سے موجود ہین - ایک جگہ ارشاد ہوا ہے کہ شیطان تم کو برائی اور بے حیائی ہی کی باتین کرنے کو کہتا ہے - اور جگہ فرمایا ہے شیطان تم کو فقیری سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کی باتین بناتا ہے - اور فرمایا شیطان چاہتا ہے کہ انکو دور بہلاوے

انما یامرکم بالسوء والفحشاء (بقرہ ع ۲۱)	
الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء (بقرہ ع ۳۷)	
یرید الشیطان ان یضلھم ضلالا بعیدا (نساء ع ۹)	

* اسمین اسمین فرق یہ ہے کہ وہ چند خاص الہامات کے منجانب اللہ ہونے پر دلیل پیش کی گئی ہے یہ اسی قسم کی سبھی الہامات پر (۲) اسکا اخذ ایک آیت ہے اسکا ماخذ کئی آیات (۳) اسکا نتیجہ یہ ہے کہ الہامات براہین احمدیہ شیطان کیطرف سے نہین اسکا نتیجہ یہ کہ ایسے الہامات شیطانی الہامات ہو ہی نہین سکتے -

+ کیونکہ ان ہی الہامات کو تلبیس ابلیس سے محفوظ مانا گیا ہے جو کتاب اللہ کے مخالف ہون بلکہ اسکے موید و موافق ہون

وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم (انعام ع ۱۴)	اور فرمایا کہ شیاطین اپنے دوستونکو یہہ وسوسہ ڈالتے ہین کہ وہ تم سے (اے اہل قرآن مسئلہ ذبیحہ مین بمقابلہ قرآن) جھگڑین
وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا (انعام ع ۱۴)	اور فرمایا ایسا ہی ہمنے ہر ایک نبی کے لئے شیطان آدمیون اور جنون مین سے دشمن بنائے ہین جو ایکدوسرے کو دھوکا دینے کے لئے ملمع کی باتین سکھاتے ہین

اس مضمون کی آیات قرآن مین اور بھی ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین حق اور ہدایت کی باتین کسی کو نہین سکھاتے وہ گمراہی اور برائی ہی سکھاتے ہین۔

سوال - بحکم "الکذوب قد یصدق" (یعنی جھوٹا کبھی غرض فاسد سے سچ بول لیتا ہے) ممکن ہے کہ وہ الہامات حقہ شیطان کیطرف سے ہون جس سے کوئی نتیجہ بد نکالنا اسکو مدنظر ہو۔ اسکا موید وہ قصہ کتب حدیث ہے جس مین شیطان کا حضرت ابوہریرہ کو آیۃ الکرسی سکھا جانا پایا جاتا ہے۔

جواب جھوٹے کا کبھی سچ بولنا مسلم مگر اسکا لازمہ یہہ نہین کہ اس کے سبھی بول سچ ہون۔ اسکا لازمہ تو یہہ ہے کہ اسکا جھوٹ سچ سے زیادہ ہو۔ پھر جس کلام مین جھوٹ کا شائبہ بھی نہو تو وہ جھوٹے کا کلام کیونکر ہو سکتا ہے بنا علیہ جن الہامات مین از سرتا پا حق و ہدایت ہو۔ جھوٹ اور گمراہی کا اسمین نام و نشان نہو وہ القاء شیطانی کیونکر ہو سکتے ہین۔ اور اگر کہو یہ الہامات

کسی خاص ایسے شیطان کے القار سے ہین جو کبھی جھوٹ نہین بولتا اور وہ آنحضرت کے قرین شیطان کی طرح مسلمان ہوگیا ہے اور قول نبوی فلا یامرنی الا بخیر کا مصداق بن گیا ہے تو ایسے شیطان کا القا حین القار رحمانی ہے اور ایسا شیطان (ملہم الحق) نائب رحمان ہے جو بجز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسکے فروعات و مویدات کی کچھ القا نہین کرتا - ایسے شیطان سے خدا نے آنحضرت سید الرسل کو نہین بچایا تو اس سے ملہم غیر نبی کی حفاظت کی کیا ضرورت ہے اور اس سے محفوظ ہونے کا دعوی کون کرتا ہے؟

دلیل دوم - متقی و نیکوکار (نہ فاسق و بدکار) خدا کے مخلص بندون سے ہے - اور مخلص بندۂ خدا کے الہام مین گو شیطانی وسوسہ کا امکان ہے مگر یہ ممکن نہین کہ وہ اُسی وسوسہ مین مبتلا رہے اور شیطان کو اُسپر ایسا

ف چنانچہ حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ آن حضرت نے فرمایا کہ تم مین سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہمنشین شیطانون مین سے مقرر ہوتا ہے ایک فرشتون مین سے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپکے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا ہان میرے ساتھ بھی ہے - پر خدائے تعالے نے مجھکو اس (ہمنشین شیطان) پر غالب کردیا ہے - اور وہ میری تابع ہوگیا ہے - لہذا وہ مجھکو نیکی کے سوا کچھ نہین کہتا -

وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر رواہ مسلم

(مشکوۃ صفحہ ۱۰)

تسلط ہو جائے گو وہ اس کو اس وسوسہ سے نکلنے نہ دے پھر جن الہامات پر خدا اپنے متقی اور مخلص بندون کو بتکرار و تاکید قائم دائم رکھے وہ القاء شیطانی کیونکر ہو سکتے ہین

اس دلیل کا بھی پہلا مقدمہ ظاہر الثبوت ہے۔ دوسرے مقدمہ پر دلائل بہت سی آیات قرآن ہین از انجملہ وہ آیات جن

ولاغوینھم اجمعین الا عبادك منھم المخلصین قال ھذا صراط علی مستقیم ان عبادی لیس لك علیھم سلطان (حجر ع ۳) انما سلطانہ علی الذین یتولونہ والذین ھم مشرکون (نحل ع ۱۳)	مین یہہ بیان ہے کہ خدا کے مخلص بندون پر شیطان کا تسلط نہین ہوتا اسکا تسلط انہی لوگون پر ہوتا ہے جو اسکے دوست ہین (یعنی خدا کے دشمن) اور شیطان کو خدا کا شریک بناتے والے۔

اور از انجملہ وہ آیات قرآنی (جواب قرآن مین پڑہی نہین جاتین اور وہ مشہور قرائتون مین نہین ہین۔ صرف بعض صحابہ ابن عباس

قال ابن عباس من نبی ولا محدث (صحیح بخاری ص ۷۲۱) قولہ قال ابن عباس من نبی ولا محدث ای فی قولہ تعالی وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی الایۃ کان ابن عباس زاد فیھا ولا محدث اخرجہ سفیان بن عیینہ فی الخ جامعہ اخرجہ عبد	دابن مسعود وغیرہ کی وہ قرئت ہے لہذا اسکا رتبہ استدلال مین حدیث کا سا ہے) جسمین یہہ بیان ہے کہ ہمنے تجھہ سے پہلے (اے رسول) کوئی نبی یا رسول یا محدث (یعنی ملہم) ایسا نہین بہیجا کہ اس کی بات مین شیطان نے بات نہ ملا دی ہو پر خدا شیطان کی ملائی ہوئی بات کو

بن حمید من طریقہ واسنادہ الی ابن عباس صحیح فلفظ من عمرو بن بناد قال کان ابن عباس یقول وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث (فتح الباری صحیح بخاری)

مٹا دیتا ہے اور اپنی اصلی آیات (یعنی الہامات) کو محکم (ثابت) کر دیتا ہے۔

اور از انجملہ وہ آیت جسمین ارشاد ہے کہ پرہیزگارون کو جب شیطان وسوسہ ڈالتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہین اور اس وسوسہ کو جان لیتے ہین اور جو لوگ شیطانون کے بھائی ہوتے ہین انکو شیطان گمراہی مین کھینچتے ہین پھر وہ ڈھیل نہین دیتے۔

ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون واخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون (اعراف ع ۲۴)

اور ظاہر ہے کہ جو شخص ہمیشہ وسوسہ مین مبتلا رہے اور اس وسوسہ شیطانی کو الہام رحمانی سمجھتا رہے وہ ہوشیار اور سمجھدار نہین کہلاتا شیطان کا بھائی کہلانے کا مستحق ہے۔

اور از انجملہ وہ آیات جن مین خدا تعالے نے بندون سے وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ پرہیزگار ہون گے تو انکو حق باطل (جسمین الہام رحمانی اور وسوسہ شیطانی بھی داخل ہے) کی تمیز عطا کریگا اور انکو نور مرحمت فرمائیگا جس سے وہ سیدھی راہ چلین۔

یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا (انفال ع ۴)

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وامنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نورا تمشون بہ (حدید ع ۴)

اور ظاہر ہے جو شخص ہمیشہ وسوسہ شیطانی مین مبتلا رہے اسکو صاحب تمیز اور اہل نور نہین کہا جا سکتا۔

اور از انجملہ وہ آیت جس مین ارشاد ہے کہ جو شخص خدا کی طرف

54

قل ان الله یضل من یشاء ویهدی الیه من اناب (رعد ع ۴)	رجوع کرتا ہے خدا اسکو اپنی طرف راہ دکھاتا ہے۔

اور از انجملہ وہ آیت جس مین ارشاد ہے کہ جن لوگون نے ہماری راہ کی طلب مین کوشش کی انکو ہم اپنی راہ دکھاتے ہین اور خدا انیکو کارون کے ساتھ ہے

والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وان الله لمع المحسنین (عنکبوت ع ۷)	

اور ظاہر ہے کہ جو شخص ہمیشہ شیطان کے وسوسہ مین مبتلا رہا اوسکو خدا نے راہ نہ دکھایا اور نہ خدا اُسکے ساتھ ہوا۔

اور از انجملہ وہ آیت جسمین خدا تعالے کا ارشاد ہے کہ تم مجھکو پکارو مین تمہاری پکار سنون گا یا مین خود تم کو جواب دون گا (یعنی تمہاری دعا قبول کرون گا۔

وقال ربکم ادعونی استجب لکم (مومن ع ۶)	

اور ظاہر ہے کہ شیطان کے جواب کو خدا کا جواب نہین کہا جا سکتا پس اگر کوئی خدا کا مخلص اور سچا طالب خدا کو پکارے اور اپنی پکار اور طلب مین پوری تضرع کرے اور خدا کے دروازہ پر گڑگڑائے اور سر جھکاوے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ خدا کی جگہ شیطان اُس کو ایسا جواب دے جسکو وہ خدا کا جواب سمجھتا رہے اس امر کو ممکن کہنا نہ صرف ولایت اولیا و یا نبوت انبیا مین خلل ڈالتا ہے بلکہ خدا کی خدائی کو بٹہ لگاتا ہے اور اُسکی وصف ربوبیت و قیومیت کو مٹاتا ہے اور یہہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے وعدہ کو باوجود قدرت پورا اور سچا نہین کرتا یا وہ اس وعدہ کو پورا کرنے کی طاقت نہین رکھتا شیطان کو اسکے نیک بندون اور مخلص طالبون پر اس سے زیادہ قدرت و تصرف ہے تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیراً۔

ان دلایل قرآنیہ سے مقدمہ دوم دلیل دوم ثابت ہوا۔ اور ان

دو دلیلون سے ہمارا دعوی اوّل ثبوت کو پہنچا - اور ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اپنے اُن الہامات مین (جن پر وہ قائم اور دائم رہین) تلبیس ابلیس سے محفوظ ہوتے ہین

اسمقام مین شاید ہماری وہ معاصرین (جو باوجود دعوے ترک تقلید تقلیدِ سابقین کے خوگر ہین اور بلا واسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سی تمسک نہین کرتے اور جو بلا واسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سے استدلال کری اوسکو تعجب کی نگاہون سے دیکہتی ہین) یہ سوال کرین کہ تم سے پہلے کسی نی ولی غیر نبی کو معصوم و محفوظ کہا ہے؟ اور اس دعوے پر ان آیات سے تمسک و استدلال کیا ہے؟ لہذا بپاسخاطر ان حضرات کے اسمقام مین چند اقوال علماء سابقین پیش کئے جاتے ہین اور چونکہ اس سوال کا اندیشہ زیادہ تر مجہے اپنے ہی عینی بہائیون (اہلحدیث) سے ہے جو ذرا سے اختلاف کے سبب سنیون کو بدعتی اور اہلحدیث کو حنفی بنا دیتے ہین اسلئے ان ہی علماء کی نقل اقوال پر اکتفا کیا جاتا ہے جنکو اس گروہ اہلحدیث سے زیادہ تعلق ہے تاکہ اس فرقہ ناجیہ کی نوخیز مجتہد اس دعوے کے سبب ہمکو بدعتی بناتے ہوئے شرمائین اور یہہ خیال فرمائین کہ اس صورت مین اس مذہب کے مجتہد و مجدد اور اس ملک مین اسکے مروج سبہی بدعتی ہو جائینگی پہر ہم اہلحدیث کس منہ سے کہلائینگی پس واضح ہوا کہ از انجملہ ایک عالم نبیل فاضل جلیل مولانا محمد اسمعیل شہید ہین جو رسالہ منصب امامت و صراط مستقیم مین کاملین اولیاء اللہ کو ہر قول و فعل الہام و اعتقاد مین معصوم بتاتے اور اس حصہ عصمت مین ان کو وارث انبیاء ٹھراتے ہین -

آپ کے رسالہ منصب امامت کو صفحہ ۳ سے ۴۲ تک ناظرین ملاحظہ فرماوین گے تو ہمارے اس دعوے بلکہ سبہی دعاوی بلکہ کتاب براہین احمدیہ کے

* تو ہمنی تو احتیاط کے ساتھ قیدین لگا کر اونکو محفوظ بتایا تہا مولانا مرحوم نے ان قیدونکا بہی اظہار نہین فرمایا

۵۵

اس قسم کے بھی مطالب کا اسکو موید پاوینگے۔

ہم اس مقام مین تشویق ناظرین کے لئے اُن **چالیس** ۴۰ صفحہ کا چند سطور مین **خلاصہ** بیان کرتے ہین اور جو عصمت اولیاء کے باب مین خاصکر انہون نے فرمایا ہے اسکو بعینہٖ معرض نقل مین لاتے ہین۔

اُس رسالہ کے **صفحہ ۳** مین اصول کمالات انبیاء پانچ وصف بیان کئے ہین۔ (۱) وجاہت (۲) ولایت (۳) بعثت (۴) ہدایت (۵) سیاست پھر فرمایا کہ وجاہت کی تین شاخین ہین۔

(۱) محبوبیت حضور رب العالمین مین (۲) عزت ملائکہ مقربین مین (۳) سیاست یا سیادت بندون مین۔

پھر **صفحہ ۶** مین فرمایا ہے ولایت کی تین شاخین ہین **اول** (معاملات صادقہ (الہام۔ تعلیم۔ تفہیم غیبی حکمت غیرہ) **دوم** مقامات کاملہ (محبت۔ خشیت توکل رضا۔ تسلیم صبر۔ استقامت۔ زہد قناعت تفرید۔ تجرید) **سوم** اخلاق فاضلہ (علوہمت۔ وفور شفقت۔ حلم۔ حیا۔ محبت۔ وفا۔ سخاوت شجاعت) پھر فرمایا یہہ ولایت سبھی خواص بندگان خدا کو حاصل ہوتی ہے مگر کاملین خواص کو ان دو صفتون کے ساتھ (۱) عبودیت (۲) عصمت۔

پھر **بصفحہ ۷** فرمایا دُمنی **عصمت آنست** کہ آنچہ بایشان تعلق میدارد اقوال وافعال وعبادات وعادات ومعاملات ومقامات واخلاق واحوال آن ہمہ راحق جل وعلی از مداخلت نفس شیطان وخطا ونسیان بقدرت کاملہ خود محفوظ میدارد وملائکہ حافظین را بر ایشان مے گمارد تا غبار بشریت دامن پاک ایشان را نہ آلاید ونفس پیہمی بعضے کمنونات خود ام نفرماید واگر احیانا چیزیکہ خارج از قانون رضامندی حضرت حق باشد از ایشان بطریق شذوذ وندرت

صادر میگردد فی الفور حافظ حقیقی ایشان را بآن آگاہ مے فرماید و عصمت غیبیہ طوعاً و کرہاً ایشان را کشان کشان براہ راست مے آرد و این ولایت مذکورہ کہ رنگین باشد برنگ عبودیت و عصمت آنرا ولایت النبوۃ میگویند پس ولایت النبوۃ غیر منصب نبوت ست چہ منصب نبوت مخصوص است بانبیاء و این ولایت النبوۃ اگرچہ بالاصالت در انبیاء یافتہ مے شود فما بعضے اکابر اولیاء را ہم بہ تبعیت انبیاء ازان نصیبے بدست مے آید چنانچہ دلائل این دعوی از کتاب و سُنّت عنقریب مذکور خواہد گردید انشاء اللہ تعالےٰ۔

پھر بصفحہ ۸ بعثت کی ظاہری صورت اور حقیقت بیان فرمائی ہے۔

پھر بصفحہ ۱۲ ہدایت کے پانچ طریق بیان فرمائے ہین (۱) نزول برکت۔ (۲) عقدہمت (۳) فیض صحبت (۴) خرق عادت (۵) اظہار دعوت۔ اور ہر ایک کی شرح فرمائی ہے۔

پھر بصفحہ ۲۲ سیاست ایمانی کو خاصہ انبیا ٹھہرا کر اُس کے چار قسم بیان کئے ہین۔

پھر بصفحہ ۲۵ اس سیاست کے پانچ اصول بیان کئے ہین (۱) فراست (۲) امارت (۳) عدالت (۴) حفاظت (۵) نظامت۔

پھر بصفحہ ۲۸ یہ دعوی کیا ہے کہ بعض مقبول بندے اگرچہ نبوت کا منصب نہین رکھتے مگر انکو ان کمالات نبوت کا اپنی استعداد اور لیاقت کے موافق حصہ پہنچا ہے

پھر صفحہ ۲۹ سے صفحہ ۳۰ تک ہر ایک کمال کا منجملہ کمالات مذکورہ غیر نبی مین پایا جانا آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے اس زور و شور سے ثابت کیا ہے کہ جسمین کسی منکر کو مجال مقال باقی نہین رہنے دی۔ ازانجملہ کمال عصمت کے بیان و اثبات مین فرمایا ہے واز اعظم مقامات ولایت عصمت است باید دانست کہ حقیقت عصمت

56

حفاظت غیبی است کہ جمیع اقوال و افعال و اخلاق و احوال و اعتقادات و مقامات معصوم را بر راہ حق کشان کشان میبرد و از انحراف از حق مانع میشود ہمین حفاظت کہ بانبیاء اللہ متعلق میباشد آنرا عصمت مینامند و اگر بکامل دیگر تعلق میباشد آنرا احفظ میگویند پس عصمت و حفظ فی الحقیقت یک چیزست امابنابر تادب لفظ عصمت را بر حفظ کہ متعلق باولیاء اللہ ست اطلاق نمینمایند بالجملہ مقصود ازین مقام آنست کہ حفاظت غیبی چنانکہ بانبیاء اللہ متعلق ست ہمچنین بعضے اکابر از اتباع ایشان ہم متعلق میباشد قال اللہ تعالی ان عبادی لیس لك علیهم سلطان وکفی بربك وکیلا پس معلوم شد کہ تعلق حفاظت غیبیہ ثمرہ کمال عبودیت است خواہ در انبیاء اللہ یافتہ شود خواہ در اتباع ایشان و قال اللہ تعالی وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ الله مایلقی الشیطان ثم یحکم الله ایته در قرایت ابن عباس این کریمہ مسطورہ باین طریق مرویست وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ الله مایلقی الشیطان ثم یحکم الله ایته پس برین تقدیر معنی عصمت کہ مفاد این کریمہ است چنانکہ برسل و انبیا ثابت شدہ ہمچنین بمحدثین ہم ثابت گردید ہرچند قرارت ابن عباس از قرارۃ متواترہ نیست و اما قرارۃ غیر متواترہ در اثبات حکم بمنزلہ خبر مشہورست پس استیناز متواتر از غیر متواتر در تلاوت ست نہ در اثبات حکم

وقال النبی صلعم یعلی اللهم ادر الحق معه حیث دار وقال النبی صلعم القرآن مع علی وعلی مع القرآن وقال انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله عترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض وقال النبی علیه السلام الحق ینطق علی لسان عمر وقلبه وقال صلعم لم ار عبقریا یفری فری عمر لم یخف الله لومة لائم

ترجمہ عبارت عربیہ - آیات قرآنیہ کا ترجمہ صفحہ (۱۴) میں گزرا۔ احادیث کا ترجمہ یہ ہے۔ (حضرت نے ہر حدیث کے نیچے نمبر لگائے ہیں ہم نے بھی ترجمہ کے نیچے نمبر لگا دیئے ہیں) (۱) اور فرمایا نبی صلعم نے اے اللہ علی کو اور پھیر اسے حق کو ادھر پھیر جدھر علی پھرے (۲) اور فرمایا نبی صلعم نے قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہے۔ (۳) اور فرمایا نبی صلعم نے میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں قرآن۔ اور میرے اہلبیت یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں (۴) اور آنحضرت نے فرمایا حق عمر کے دل و زبان پر ناطق ہے۔ (۵) اور فرمایا حبیب اچھا آدمی ہے

پہر صفحہ ۳۸ سے ۴۳ تک ان کمالات مین غیر نبی کی نبی سے مشابہت کے معنی بیان کئے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ ان کمالات کا ادنی مرتبہ ہر ایک مومن مین موجود ہے۔ اور درجہ اعلی انبیا سے مخصوص ہے اور اسکے مابین بہت مراتب ہین جو مختلف اہل ایمان کو اُنکی لیاقت و کمال ایمان کے موافق حاصل ہوتے ہین سب سے کامل مومن کو وہ درجہ کمال حاصل ہوتا ہے جو درجہ عام مومنون سے بالاتر اور درجہ انبیا سے فروتر مگر اسکے قریب ہوتا ہے"۔

اور صراط مستقیم مین آپ بصفحہ ۴۲ فرماتے ہین "واین حفظ نصیبہ انبیا و حکما است و ہمین را عصمت مے نامند ندانی کہ اثبات وحی باطن و حکمت و وجاہت و عصمت مر غیر انبیا را مخالف سنت (امر است اے مردان) و از جنس اختراع بدعت ست چہ بسیارے ازین امور در احادیث رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام در مناقب صحابہ کبار منقولست چنانچہ بر مہرہ اہل حدیث پوشیدہ نیست و اگر خوف ملال بسبب تطویل کلام نمے شد پارہ ازان احادیث درین مقام ذکر کردہ مے آمد و ندانی کہ ارباب این کمال از عالم منقطع شدہ اند و قرب الوجود از روئے زمین منطمس گردیدہ (اے مردان)"۔

قرب الوجود کی تفسیر آپ نے بصفحہ ۴۰ کتاب ان الفاظ کی ہے "واین صدیقیت ممزوجہ بذکاء عقل را کہ از لوازم حکمت و وجاہت است جناب سید الحکما سند العلما اعنی شیخ ولی اللہ بقرب الوجود تعبیر مے فرمایند"۔

اور آپ سے پہلے آپکے عم بزرگوار رئیس متاخرین اہل سنت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے اور اُنسے پہلے اُنکے والد ماجد حکیم ہذہ الامۃ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے عصمت و وجاہت و حکمت وغیرہ غیر انبیا کے لئے ثابت کی ہے اسباب مین جناب مولانا شاہ عبد العزیز کا ایک فتوی نقل کیا جاتا جس سے دونون

حضرت کے خیال اور مقال کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

سوال از مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ

جناب فخر المحققین شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ در تفہیمات الٰہیہ وغیرہ مقامات اربعہ کہ عصمت و وجاہت و حکمت و قطبیت باطنہ ست برائے حضرت ائمہ اثنا عشریہ علیہم السلام ثابت کردہ اند وان ہدایت مآب نیز در رسالہ مراتب کہ در بیان مفاوات حضرت ایشان تالیف فرمودہ نوشتہ اند ان کہ بکدام محل صحیح حل باید فرمود و دلیلی از کتاب و سنت و اجماع است بران کدام ست و جواب تخالف این قول کہ بہ نسبت مذہب اہل سنت نمایان شد چہ خواہد شد و مع ذالک منافی تفضیل خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرت شیخین خواہد شد حالانکہ مسئلہ این تفضیل مجمع علیہ اہل سنت است عند من یعتد بہ و علاوہ آن کہ خود جناب افادت مآب ہدایت انتساب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بہزار ضبط و ربط و طمطراق تمام این مسئلہ یعنی تفضیل خلفاء ثلثہ سیما شیخین رضی اللہ عنہم کہ ابدالآل عقلیہ و نقلیہ و کشفیہ و وجدانیہ بتقریر وافی و مثال شافی و تربیت کافی تحریر فرمودہ اند پس جواب تخالف و تعارض این مسئلہ مہمہ ثابت و متفق علیہا بآن مسئلہ غریبہ غیر ثابت عند اہل حق یعنی اہل سنت و الجماعت چہ خواہد بود بینوا توجروا۔

جواب از مولانا ممدوح

عصمت و حکمت و وجاہت و قطبیت باطنہ نزد صوفیہ معانی اصطلاحیہ اند خصوصاً در کتب مصنفہ حضرت والد ماجد قدس سرہ مفصل مذکور اند این وقت بسبب وارد شدن بیمار یہا امکان فیست کہ بہ تمہید مقدمات نوشتہ آید اگر کتب مصنفہ ایشان موجود باشند تشفی باید نمود واضح باد کہ شرح اعتصام از تصانیف شاہ محمد عاشق پھلتی قدس سرہ اگر بہم رسد شافی و کافی خواہد شد بالجملہ موافق علماء ظاہر بر اینوقت جواب نوشتہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

مے شود عصمت دو معنی دارد اوّل امتناع صدور ذنب مع القدرۃ علیہ و این باجماع اہل سنت مخصوص بحضرت انبیاء و ملائکہ علویہ ست دوم عدم صدور ذنب مع جوازہ اے من غیر لزوم ورد و این معنی را نزد صوفیہ محفوظیت خوانند بہمین معنی در کلام صوفیہ سوال عصمت برائے خود آمدہ چنانکہ در اول حزب البحر واقع است۔ نسئلک العصمۃ فی الحرکات والسکنات والارادات والخطرات الخ این معنی مخصوص بانبیاء علیہم السلام نیست و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے اہل بیت خود خواستہ بقولہ اللہم اذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا ہمین معنی ست کہ در حق حضرت عمرؓ وارد شد ان الشیطان لیفر من عمر و نیز وارد شدہ ان الحق ینطق علی لسان عمر و قلبہ و در حق صہیب رومی واقع شدہ نعم العبد صہیب لو لم یخف اللہ لم یعصہ فلا اشکال و حکمت بمعنی علم نافع اگر بکسب باشد در اصطلاح صوفیہ آنرا حکمت نگویند بلکہ علم و فضیلت نامند و اگر آن علم بطریق وہب بر دل شخصے وارد شود آن را حکمت نامند و کریمہ اٰتیناہ الحکمۃ و فصل الخطاب و کلاً اعطینا حکماً و علما ازین باب ست خواہ آن علم متعلق بعقائد باشد یا اعمال یا اخلاق و این معنی ہم مخصوص بانبیاء نیست علیہم السلام و لقد اتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر للہ بعد ازان از ایۃ و اذ قال لقمان لابنہ تا آخر رکوع مسائل بعضے از حکمت ایشان است آرے ازین باب ہرچہ بوحی آمد آن مخصوص بانبیا است علیہم السلام و وہب اعم است نبی و غیر نبی دران شریک اند لہذا در حدیث شریف وارد شدہ انا دار الحکمۃ و علی بابہا و در روایت مشہور انا مدینۃ العلم و علی بابہا واقع شدہ مراد از علم اینجا ہمین معنی است و وجاہت را معنی آنست کہ بعض بندگان خود را حق تعالی بوحی معاملہ مے نماید از دفع طعن معاندان و تہمتہائے عیوب و حفظ از اصابت بادشاہان و امراء و این در حق محبوبان خود مے نماید این معنی در حق دو کس از انبیا اولوالعزم منصوص